

دشمنی کرنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے ؟ یعنی اے محبوب ! تمہاری دوستی کی حیثیت وہی ہے جو آسمان کی دشمنی کی ہے ۔

اس شعر میں عشق کے لوازم کی تصویر نہایت عمدگی سے کھینچی گئی ہے ۔
۹۔ مشرح : جب تم نے میرے دشمن یعنی رقیب سے دوستی کا رشتہ جوڑ لیا اور اس کے محبوب بن گئے تو مجھے کیوں آزماتے ہو ؟ میرا امتحاں کیوں لیتے ہو ؟ اگر اسی کا نام آزمانا ہے تو تباؤ ستانا کسے کہتے ہیں ؟
 آزمائش کے لیے ضروری تھا کہ رقیب کے ساتھ محبوب کا کوئی قطعی فیصلہ نہ ہوتا ۔ جب فیصلہ ہو چکا تو آزمائش واقعی دل آزاری ہے ، بالکل بے سبب اور بے وجہ ۔

۱۰۔ مشرح : ہم بہرچند کہتے رہے کہ غیر سے نہ ملو ، رسوا ہو جاؤ گے ۔ تم نے کہا : بھلا اس میں رسوائی کی کیا بات ہے ؟ " ہاں صاحب ! ٹھیک کہا سچ کہا ، پھر فرمائیے کہ " ہاں رسوائی کیوں ہو ؟ "
 دوسرے مصرع کا حرف حرف محبوب کے قول پر ایک بھرپور طنز ہے کہ اس سے بہتر طنز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی ۔ مولانا طباطبائی بے اختیار پکار اٹھے کہ " اس کی بندش سحر کے مرتبے تک پہنچ گئی ہے "۔ یقیناً سحر ہے ۔

۱۱۔ مشرح : اے غالب ! کیا اب طعنوں سے مطلب برآری مقصود ہے ؟ یعنی محبوب کو بے مہر کہہ کر مہربان بنا لینا چاہتے ہو ؟ تم لاکھ ایسے طعنے دو بھلا وہ تم پر مہربان کیوں ہونے لگا ۔

۱۔ مشرح : " اب " کے لفظ سے ظاہر ہے کہ شاعر کو دوستوں ، رفیقوں
 رہیے اب ایسی جگہ چل کر ، جہاں کوئی نہ ہو
 ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو